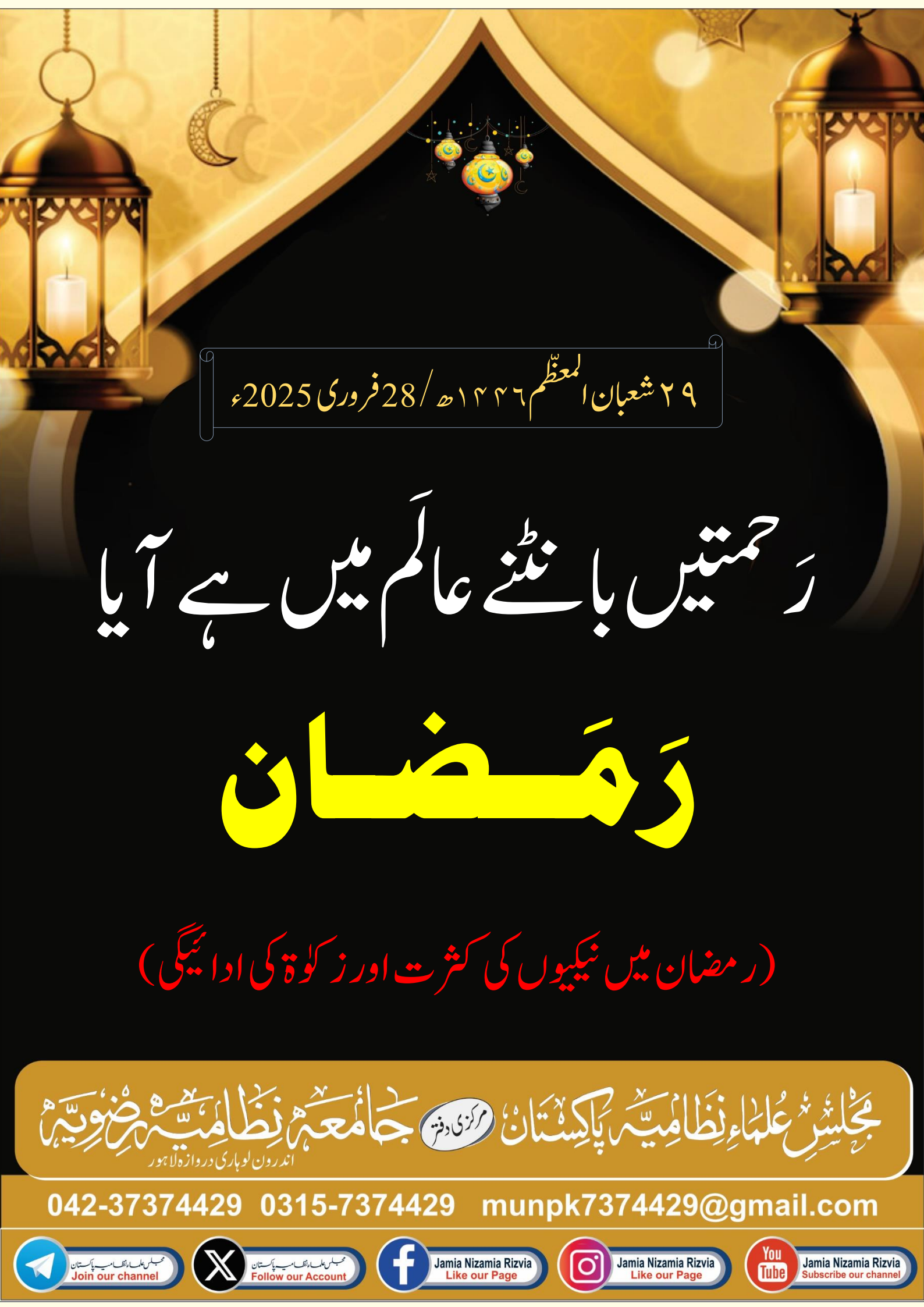

۲۹ شعبان المعظّم ۱۴۴۶ھ / 28 فروری 2025ء

رَحمتیں بانٹنے عالَم میں ہے آیا

رَمَضان

(رمضان میں نیکیوں کی کثرت اور زکوٰۃ کی ادائیگی)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَمَآ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَزِیۡنَتُہَا ۚ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ۔ [القصص 60:28]

انسان کو جس چیز میں فائدہ محسوس ہو وہ اُس کے لیے کوشش کرتا ہے، صلاحیتیں بروئے کار لاتا ہے، وقت دیتا ہے اور مال وغیرہ بھی خرچ کرتا ہے... لیکن جس کام میں نفع نظر نہ آئے تو اُس کے لیے محنت کرنے سے اُکتاتا ہے، صلاحیتیں استعمال کرنے سے گریز کرتا ہے، وقت دینا بوجھ سمجھتا ہے اور مال صَرف کرنے سے بھی کتراتا ہے... تاہم یہ انسان کی فطری خامی ہے کہ وہ وقتی مَفاد اور عارضی لذّت کو ترجیح دیتا ہے، حالانکہ قرآن وسنّت کی تربیت اور عقلِ سلیم کا تقاضا ہے کہ اُس چیز کو فوقیت دینی چاہیے جس کا فائدہ طویل اور نفع کثیر ہو۔

ہمارے سامنے دو کام ہوں: ایک سے مال ملے اور دوسرے سے اجر وثواب، تو ہم کسے اختیار کرتے ہیں؟ یہ ہم اپنے رویّے اور معمولات پر غور کرنے سے بخوبی معلوم کرسکتے ہیں۔ فقط نماز کے حوالے سے اپنا محاسبہ کرلیجیے کہ ہمیں مال کی فکر زیادہ ہوتی ہے یا نماز کی!

بہرحال ہمیں یہ سوچ بیدار کرنے کی ضرورت ہے کہ ساری دُنیا اور اُس کی لذّتیں ایک طرف ہوں، دوسری جانب ربِّ کریم کی رضا اور اُس کا اِنعام ہو تو دُنیا ومافیہا کی اُس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

یہی بات سمجھانے کے لیے خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا: وَمَآ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَزِیۡنَتُہَا ۚ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ۔ ”جو کچھ بھی تمھیں دیا گیا ہے وہ دُنیاوی زندگی کا سامان اور اُس کی زینت ہے اور جو (اجر وثواب) اللہ کے پاس ہے وہ سب سے اچھا ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے، تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے!“ [القصص 60:28]

اگر بارگاہِ الٰہی سے ملنے والے انعام واکرام کی قدر ذہن نشین ہو تو یہ سمجھنا بھی آسان ہو جاتا ہے کہ رمضان المبارک ربّ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے! جس میں معمولی کوشش پر رِضائے الٰہی کا بڑا انعام عطا ہوتا ہے اور تھوڑے کام پر زیادہ اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے؛ اِسی لیے تو قدر دان پورا سال رمضانِ کریم کا انتظار کرتے ہیں اور پھر اِس کی آمد پر نیکیاں کمانے کے لیے کمر کَس لیتے ہیں۔

شعبان المعظّم کی چند گھڑیاں باقی ہیں اور آج یا شاید کل ماہِ عظیم کے مَہِ حسین کا ظہور ہو جائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ سیدِ عالَم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ اور بزرگانِ دین کی مبارک سیرتوں سے سبق لیتے ہوئے اِس کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں۔ مالکِ کریم کو راضی کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کریں اور اپنی دُنیا وآخرت کو سنواریں۔

مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد رمضان المبارک کا آغاز ہوتے ہی دیگر اُمورِ خیر کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا فریضہ بھی ادا کرتی ہے۔ چنانچہ آج رمضان المبارک میں نیکیوں کی کثرت اور مسائلِ زکوٰۃ سے متعلق کچھ گفتگو ہوگی، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

رَمَضان المبارَک میں نیکیوں کی کثرت

رمضان المبارک نیکیوں کا موسمِ بہار ہے، اِس میں کارہائے خیر کتنے زیادہ کرنے چاہییں؟ اِس بات کا اندازہ لگانے کے لیے فقط ایک نقطہ پر غور کیجیے کہ ہمارے پاس تو نیکیوں کا کوئی بڑا ذخیرہ ہے ہی نہیں، ہمارے آقا کریم ﷺ جن کی نیکیاں تمام مخلوق سے بڑھ کر ہیں اور کسی دوسرے کے لیے اعمال یا ثواب میں اُن کے قریب پہنچنے کا بھی تصوّر نہیں... ماہِ پُرنور کی آمد پر آپ ﷺ کا معمول یہ ہوتا تھا کہ اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ، ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتّٰى يَنْسَلِخَ۔ یعنی جب ماہِ رمضان المبارک کا آغاز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ عبادت کے لیے کمربستہ ہو جاتے، پھر اختتامِ رمضان تک محنت کا سلسلہ مسلسل جاری رکھتے۔ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث:2216، رمز السیوطی لحسنہ فی الجامع الصغیر: 9878)

اُسوۂ حسنہ سے تربیت لیتے ہوئے آمدِ رمضانِ کریم پر ہمیں بھی نیکیوں میں سبقت کی کوشش کرنی چاہیے۔ روزوں کے ساتھ ساتھ سب سے اہم کام یہ ہے کہ اگر معاذ اللہ! نماز یا کسی اور فرض کی ادائیگی میں سُستی ہو رہی تھی تو اُس کا ازالہ کرتے ہوئے فرائض کی مکمل پابندی کریں، بلکہ پہلے جو کوتاہی ہوئی اُس سے سچی توبہ کر کے قضا کا سلسلہ بھی شروع کریں۔

رمضان المبارک ماہِ نزولِ قرآنِ کریم ہے، چنانچہ اِس مہینے میں قرآنِ حکیم کے ساتھ تعلّق پختہ کرنا بھی بہت ضروری ہے... اگر تلفّظ درست نہیں تو کسی قاری صاحب سے درست تلفظ سیکھیں، یہ فرضِ عین ہے... نیز قرآنِ حکیم کی کثرت سے تلاوت کریں، اِس ماہِ مبارک میں جبریلِ امین علیہ السلام قرآنِ مجید کا دَور کرنے کے لیے رحمتِ عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے... تراویح میں تلاوتِ قرآنِ مجید کو خوب شوق وذوق وآداب کے ساتھ سُنیں اور تیز پڑھنے والے کے بجائے ایسے صحیح العقیدہ امام کے پیچھے تراویح ادا کریں جو درست تلفّظ کے ساتھ خوب صورت آواز میں تلاوت کرتا ہو۔[1]

سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآنِ حکیم کو سمجھنے اور پھر اُس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اِس کے لیے روزانہ قرآنِ کریم کا کچھ نہ کچھ حصہ ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ کنزالایمان اور خزائن العرفان یا کسی بھی سُنّی عالم کی تفسیر (مثلاً نور العرفان، تبیان القرآن، ضیاء القرآن) کا مطالعہ روزانہ کا معمول بنائیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ کے فیض یافتہ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم قادری صاحب کی "صراط الجنان"[2] اُردو زبان میں نہایت آسان تفسیر ہے۔

اگر ہم زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کا ذہن بنالیں اور بارگاہِ الٰہی میں صدقِ دل سے اِس کی دُعا کریں تو ضرور کرم نوازی ہو گی۔

---

[1] یاد رہے کہ خوب صورت پڑھنے پر ثواب تب ملتا ہے جب صحیح پڑھا جائے؛ لہٰذا حسین آواز سے پہلے صحیح تلفّظ کا اہتمام ہونا چاہیے۔

[2] یہ تفسیر PDF میں بھی دستیاب ہے اور اِس کی نہایت جدید ایپ بھی ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے نیکیوں میں کثرت کی توفیق

اگر ہم اِس بات پر غور کریں کہ انسان زیادہ نیکیاں کیوں نہیں کر پاتا؟ حالانکہ وہ سمجھتا ہے کہ نیکیاں ہی آخرت میں کام آئیں گی... تو اِس کا جواب یہ ہے کہ "دُنیا کی محبّت" ایسی نحوست ہے جو بے شمار سعادتوں سے رکاوٹ بن جاتی ہے۔ محبّتِ دُنیا سے نجات کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان نفس کی مخالفت کرتے ہوئے دل سے دولت کا لالچ نکالے اور اپنے ربِّ کریم کی رضا کے لیے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے، خصوصاً زکوٰۃ ادا کرے تو توفیقِ الٰہی سے آہستہ آہستہ دل محبّتِ دُنیا سے پاک اور نفس شریعت کے تابع ہونے لگتا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ "اے حبیبِ مکرّم! آپ اُن کے مالوں سے زکوٰۃ[1] وصول کیجیے جس کے ذریعے آپ اُنھیں ستھرا اور پاکیزہ کر دیں اور اُن کے حق میں دُعائے خیر کیجیے، یقیناً آپ کی دُعا اُن کے دلوں کا چین (سکون و رحمت کا ذریعہ) ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔" [التوبہ 9:103]

مسائلِ زکوٰۃ جاننے کی ضرورت

مسلمان اپنے دین کی تکمیل کے لیے جن باتوں کا محتاج ہے اُن کا علم حاصل کرنا فرض ہے... درست عقائد، ارکانِ اسلام کے ضروری مسائل، دل سے متعلق ضروری اُمور اور اپنے شعبہ سے متعلق شرعی احکام وغیرہ... اِن سب چیزوں کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:23، ص:623، 624۔ بہارِ شریعت، ج:3(ب)، ح:19[ضمیمہ]، ص:1035، ملخصًا)

چنانچہ ہر مال دار شخص پر زکوٰۃ سے متعلق کم از کم پانچ سوالات کے جوابات سیکھنا فرض ہے: 1) زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ 2) کون سے اموال کی زکوٰۃ فرض ہے؟ 3) کب فرض ہوتی ہے؟ 4) کتنی مقدار ادا کرنا فرض ہے؟ 5) کس کو ادا کرنی ہے؟

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

وہ سمجھ دار بالغ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی[2] اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے / 612.36 گرام چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی (Cash) یا سامانِ تجارت وغیرہ کا مکمل طور پر مالک (Owner) ہو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

نوٹ: حکومتِ پاکستان نے 2025ء/1446ھ کے لیے زکوٰۃ کا نصاب 179,689 (تقریباً ایک لاکھ اسّی ہزار) روپے مقرر کیا ہے۔[3]

---

[1] امام ابو بکر جصاص علیہ الرحمہ نے اِس بات کو ترجیح دی کہ آیتِ کریمہ میں "صدقہ" سے زکوٰۃ مراد ہے۔ (خزائن العرفان)

[2] جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، جیسے رہائش کا گھر، استعمال کا لباس اور ضرورت کی سواری۔

[3] 27 فروری 2025ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 3,250 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب تقریباً 171,000 ہزار روپے ہے۔

نصاب میں سونے کا اعتبار ہوگا یا چاندی کا؟ جو شخص سونے کے علاوہ کسی بھی چیز کا مالک نہ ہو اُس پر سونے کی زکوٰۃ تب فرض ہوگی جب اُس کا وزن 7.5 تولہ یا اِس سے زیادہ ہو، البتہ اگر سونے کے ساتھ چاندی / کرنسی یا دیگر مذکورہ چیزیں موجود ہوں تو سونے اور دیگر تمام چیزوں کی مالیت کو جمع کیا جائے گا، مجموعہ 612 گرام چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ فرض ہے۔

فرضیت معلوم کرنے کا طریقہ: بنیادی ضروریاتِ زندگی کے علاوہ جن چیزوں کے آپ مالک ہیں، مثلاً نقدی[Cash]، سونا چاندی کی قیمت، سامانِ تجارت کی قیمت اور لوگوں کو دیا ہوا قرض،[1] انشورنس کی جمع کرائی ہوئی رقم،[2] مکان وغیرہ کی حفاظت کے لیے دی ہوئی پیشگی رقم (ایڈوانس)، کمیٹی کی جمع کرائی ہوئی قسطیں وغیرہ، اِن سب کو جمع کریں، پھر اِس سے قرض[3] کو مِنہا (Minus) کر دیں، اگر باقی رقم مذکورہ بالا نصاب کے برابر یا زیادہ ہو تو آپ صاحبِ نصاب ہیں اور زکوٰۃ فرض ہے۔

دورانِ سال نصاب میں کمی کا حکم دورانِ سال اگر مال نصاب سے کم ہو جائے، مگر سال کے شروع اور آخر میں نصاب کی مقدار پوری ہو تو زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر دورانِ سال تمام مال ہلاک / ختم ہو جائے تو جب دوبارہ نصاب کی مقدار مال حاصل ہو گا اُس تاریخ سے نیا سال شمار کیا جائے گا۔

خواتین پر زکوٰۃ: عورت مالکِ نصاب ہو تو اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ حضرت عَمرو بن شعیب نے اپنے آبائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو خواتین حاضر ہوئیں، اُنھوں نے سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم اِس سونے کی زکوٰۃ دیتی ہو؟" اُنھوں نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَتُحِبَّانِ أَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ؟ "کیا تم گوارا کرو گی کہ اللہ تعالیٰ اِن کے عوض تمھیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟" اُنھوں نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَأَدِّيَا زَكٰوتَهٗ۔ "تو پھر اِس کی زکوٰۃ ادا کرو۔" (جامع ترمذی، حدیث:637)

نوٹ: جن چیزوں کی مالک بیوی ہے شوہر پر بیوی کی طرف سے اُن کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں، البتہ شوہر پر یہ لازم ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے اپنی اہلیہ کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:10، ص:132، 133، ملخصًا) تاہم اگر شوہر بیوی کی اِجازت سے اُس پر لازم ہونے والی زکوٰۃ ادا کر دے تو ادا ہو جائے گی۔

---

[1] حساب کی آسانی اِسی میں ہے کہ جو قرض لوگوں کو دیا ہوا ہے اُس کی زکوٰۃ سال بہ سال ادا کرتا رہے۔ (فتاوٰی رضویہ:10/133۔ بہارِ شریعت:1/906، ملخصًا)

[2] اگرچہ انشورنس کرانا شرعی طور پر ناجائز ہے۔

[3] مسئلہ: جو قرض زکوٰۃ لازم ہونے کے بعد لیا ہو اُسے نصاب سے مِنہا (Minus) نہیں کیا جائے گا۔
مسئلہ: طویل المیعاد (Long Term) دَین... جسے فوری طور پر ادا نہیں کرنا (مثلاً کوئی سامان اُدھار پر لیا اور اُس کے ثمن کی کچھ قسطیں ابھی ادا کرنی ہیں)، اُس کی زکوٰۃ فرض ہے۔

کون سے اموال کی زکوٰۃ فرض ہے؟

شرعی ضابطہ ہے کہ زکوٰۃ صرف اُس مال کی فرض ہے جو نامی / بڑھنے والا ہے۔[1] ہمارے پاس عموماً جو اموال موجود ہوتے ہیں شریعت نے اُن میں سے صرف تین قسم کے اموال کو بڑھنے والا قرار دیا ہے:

1) نقدی (Cash) بشمول پرائز بانڈ، چیک وغیرہ۔[2]

2) سونا چاندی خواہ وہ کسی بھی ہیئت وصورت میں ہوں، زیرِ استعمال ہوں یا فروخت کے لیے یا ویسے محفوظ کر رکھے ہوں۔[3] ارشادِ ربّانی ہے: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. ”وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجیے۔“ [التوبہ 9:34]

3) وہ چیز (سامان / اشیا / پراپرٹی) جسے تجارت (Trading) کے لیے خریدا ہو۔[4]

سامانِ تجارت سے متعلق وضاحت: ☆ جو چیز بیچنے کے لیے نہیں خریدی، اُس کی زکوٰۃ فرض نہیں، مثلاً: جامد اثاثہ جات (پراپرٹی، مشینری، اوزار وغیرہ) اور اسٹور (Store) میں پڑی فالتو چیزیں۔ (بہارِ شریعت، ج:1 (ب)، ص:883، ملخصًا)

☆ جس چیز کو خریدتے وقت بیچنے کی نیت نہیں تھی، بعد میں بیچنے کا اِرادہ کیا تو فروخت کرنے سے پہلے اُس کی زکوٰۃ لازم نہیں۔

☆ جو پراپرٹی یا کوئی اور چیز کرایہ پر دے رکھی ہے، اُس کی مالیّت (قیمت) کی زکوٰۃ فرض نہیں، سال پورا ہونے کی تاریخ میں اُس کا جتنا کرایہ موجود ہوگا اُسے باقی اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ ملایا جائے گا، نصاب مکمل ہونے کی صورت میں سب کی زکوٰۃ لازم ہے۔

---

[1] سال کا اکثر حصہ بغیر اخراجات کے چرنے والے جانوروں (سائمہ) کی زکوٰۃ اور زمین کی پیداوار کے عُشر کے مسائل یہاں مذکور نہیں ہیں۔

[2] ایک شخص نے (ادائے دین کے علاوہ) آئندہ پیش آنے والی کسی بنیادی ضرورت / حاجتِ اصلیّہ کے لیے رقم جمع کی اور اُسے استعمال کرنے سے پہلے سال پورا ہو گیا تو اُس رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے، تاہم اگر سال پورا ہونے کے دن سے پہلے وہ رقم خرچ ہو چکی یا سال پورا ہونے کے دن وہ بنیادی ضرورت موجود ہے تو اُس رقم کی زکوٰۃ فرض نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج:1 (ب)، ح:5، ص:881، م:29، مکتبۃ المدینہ، ملخصًا)

مسئلہ: زیارتِ حرمَین شریفَین کے لیے جمع کی ہوئی رقم پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:10، ص:140، ملخصًا)

مسئلہ: حج کے لیے رقم جمع کروا رکھی ہو اور نام فائنل ہونے سے پہلے سال پورا ہو جائے تو اِس رقم کی زکوٰۃ لازم ہے اور نصاب کا 5/1 وصول ہونے پر ادائیگی فرض ہو گی۔ نام فائنل ہونے کے بعد سال پورا ہو تو لازم نہیں۔ (فتاوٰی اہلِ سنت (احکامِ زکوٰۃ)، ص:170، ملخصًا)

مسئلہ: بچی کی شادی کے لیے جمع کیا جانے والا سونا اور رقم عموماً والدین کی ملکیت میں ہوتے ہیں، اِس لیے دیگر شرائط پائے جانے کی صورت میں اِن کی زکوٰۃ فرض ہے۔ (فتاوٰی اہلِ سنت، ص:107) البتہ نابالغ بچی کو مالک بنا دیا تو جب تک وہ بالغ نہ ہو اِن کی زکوٰۃ لازم نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:10، ص:144، 145)

[3] جو زیور گروی رکھا ہوا ہے اُس کی زکوٰۃ فرض نہیں، نہ گروی رکھنے والے پر، نہ لینے والے پر... نہ اب، نہ بعد میں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:10، ص:146، ملخصًا)

[4] جس چیز کو خریدا نہیں وہ نیتِ تجارت سے مالِ تجارت نہیں قرار پائے گی، جیسے جانور خریدا؛ تاکہ اُس کے بچوں کو بیچیں تو پیدا ہونے والے بچوں کی زکوٰۃ فرض نہیں۔ (فتاوٰی اہلِ سنت (احکامِ زکوٰۃ)، ص:583، مکتبۃ المدینہ)

زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جس تاریخ کو کوئی شخص نصاب کا مالک بنے، چاند کے حساب سے اگلے سال اُسی تاریخ کو اگر وہ نصاب کا مالک ہے تو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اور اب ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔(فتاوٰی رضویہ،ج:10،ص:202،رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ)

کیا زکوٰۃ رمضان میں فرض ہوتی ہے؟ اگر رمضان المبارک سے پہلے کسی مہینے میں زکوٰۃ فرض ہو... مثلاً کوئی شخص پہلی بار 15 شعبان 1445ھ کو نصاب کا مالک ہوا، اِس کا سال 15 شعبان 1446ھ کو مکمل ہو گا... تو ایسے شخص کو رمضان آنے تک زکوٰۃ کی ادائیگی کو مؤخر کرنا جائز نہیں، بلکہ 15 شعبان کو ہی زکوٰۃ ادا کرے۔ اگر یہ رمضان شریف کی فضیلت حاصل کرنا چاہے تو آئندہ سال کی زکوٰۃ پیشگی طور پر اِس رمضان میں ادا کر سکتا ہے۔

☆ اگر کوئی شخص وقتاً فوقتاً شرعی فقرا کو زکوٰۃ کے مال سے دینا چاہتا ہے تو اِس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ کی نیت سے آئندہ سال کی زکوٰۃ پیشگی طور پر دیتا رہے اور سال مکمل ہونے پر جتنا دے چکا اُس کا حساب کر لے... اگر زکوٰۃ اُتنی ہی بنتی ہو جتنی دے چکا ہے تو فرض ادا ہو چکا، زیادہ ادا کر چکا ہے تو اِضافہ کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے، کم دیا ہے تو بقیہ کو سال پورا ہونے کے دن ادا کر دے۔[1]

ہر مال کا الگ سال نہیں: مختلف اوقات میں حاصل ہونے والے سونا، چاندی، نقدی اور سامانِ تجارت پر الگ الگ سال گزرنا ضروری نہیں۔ سال پورا ہونے کے دن مالکِ نصاب کے پاس جتنا مالِ زکوٰۃ موجود ہو، تمام کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

(بہارِ شریعت،ج:1،ح:5،ص:884،م:43، مکتبۃ المدینہ، ملخصًا)

زکوٰۃ کتنی ادا کرنا فرض ہے؟

ہر قسم کے مال سے 1/40، یعنی 2.5% زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ مثلاً ایک لاکھ روپے کی زکوٰۃ اڑھائی ہزار روپے ہے۔

مولَی المسلمین سیدنا علی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا... "چاندی کی زکوٰۃ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم ادا کرو۔" (جامع ترمذی، حدیث:620)

مقدارِ زکوٰۃ سے متعلق اہم وضاحت: ☆ زکوٰۃ ادا کرنے میں سامان کی قیمتِ خرید کا اعتبار نہیں، بلکہ جس جگہ مالِ زکوٰۃ موجود ہے اُس جگہ کے مارکیٹ ریٹ کا 2.5% ادا کرنا لازم ہے۔ (بہارِ شریعت،ج:1(الف)،ص:908۔ فتاوٰی رضویہ 10/133)

---

[1] سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ، فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذٰلِكَ۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زکوٰۃ فرض ہونے سے قبل ہی اُسے ادا کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُنھیں رخصت عطا کی۔ (جامع ترمذی، حدیث:678)

☆ تھوک(Wholesale) کے تاجروں پر تھوک ریٹ کا 2.5٪ بطورِ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے اور پرچون(Retail) کے تاجروں پر پرچون ریٹ کا 2.5٪ فرض ہے۔(فیضان زکوٰۃ، ص:41، ملخصًا، مکتبۃ المدینہ)

☆ زکوٰۃ کے طور پر سامان یا سونا چاندی کو ادا کرنا بھی جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص کی کپڑے کی دکان ہے اور وہ کپڑے ہی بطورِ زکوٰۃ پیش کرنا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے، اِس صورت میں اِن کپڑوں کے مارکیٹ ریٹ کے برابر زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔(بہارِ شریعت، ج:1، ص:909)

زکوٰۃ کسے دینی ہے؟

وہ صحیح العقیدہ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ 612.36 گرام چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا سامان وغیرہ کا مالک نہ ہو اُسے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ پیشہ وَر بھکاری عموماً مالکِ نصاب ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو مالِ زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

نیت ضروری ہے، بتانا ضروری نہیں: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال الگ کرتے وقت یا مستحق کو دیتے وقت دل میں زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت ہونا ضروری ہے، مستحق کو بتانا ضروری نہیں کہ مالِ زکوٰۃ ہے۔ سفید پوش مستحق کو زکوٰۃ کے بجائے ہدیہ وغیرہ کہہ کر دینا ہی مناسب ہے۔

مالک بنانا: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مستحق کو مالک(Owner) بنانا ضروری ہے؛ اِسی لیے زکوٰۃ کی رقم مسجد کو نہیں دی جا سکتی۔ زکوٰۃ کی رقم سے غریبوں کو واجب الادا قرض(Loan) دینا یا اُسے اِس قسم کے رِفاہی(Welfare) کاموں میں خرچ کرنا جائز نہیں۔

کن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے: اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی(اُصول) اور اولاد(فروع) کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ باقی رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے، بلکہ مستحق رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا دوسرے مستحقین کو دینے سے بہتر ہے۔ ☆ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رشتہ داروں(سادات اور دیگر بنو ہاشم) کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی: جن حضرات کے بینک اکاؤنٹس ہیں اُنھیں چاہیے کہ خود اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں، بینکوں کا نظامِ زکوٰۃ درست نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے ذریعے ادائیگی یقینی نہیں ہو گی۔

اہم وضاحت: وجوبِ زکوٰۃ کے لیے نصاب کی مقدار مالِ نامی ہونا ضروری ہے، حرمانِ زکوٰۃ کے لیے نصاب کا نامی ہونا ضروری نہیں۔ یعنی کسی شخص کے پاس بنیادی ضروریات کے علاوہ نصاب کی مقدار ایسا مال ہے جو بڑھنے والا نہیں تو وہ مستحقِ زکوٰۃ نہیں ہے، اگرچہ اُس پر زکوٰۃ فرض بھی نہیں۔ مثلاً زید کے پاس بنیادی ضرورت سے زائد ایسی پراپرٹی ہے جو بیچنے کے لیے نہیں، تو زید پر اگرچہ اِس پراپرٹی کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض نہیں، تاہم وہ دوسروں سے زکوٰۃ وصول بھی نہیں کر سکتا۔

مدارِس کو زکوٰۃ: دینی مدارس کے طلبہ کے لیے زکوٰۃ پیش کرنا بہتر ہے؛ اِس میں مستحقین کی مدد بھی ہے اور دین کی خدمت بھی۔

حرفِ آخر: رمضان المبارک میں کرنے کے کام

ہر دانا شخص اپنے مستقبل کی بہتری چاہتا ہے اور اُس کے لیے منصوبہ بندی کرتا ہے، بلکہ اگر خوشگوار کل کے لیے آج مشکل بھی برداشت کرنی پڑے تو خوشی سے کرلیتا ہے۔

اگر ہم سوچیں کہ ہمارا مستقبل کیا ہے؟ تو سچی بات ہے کہ آنے والے کل کی ہم میں سے کسی کے پاس بھی ضمانت نہیں ہے، بلکہ اگلی سانس کا بھی بھروسا نہیں ہے۔ افسوس کہ جس "کل" کا علم ہی نہیں اُس کے لیے تو ہم عمر بھر سوچتے اور کوشش کرتے ہیں، مگر جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور سو فی صد یقین ہے کہ وہاں رہنا ہے اُس کی فکر ہی نہیں کرتے۔

یہ حقیقت ہے کہ دُنیاوی مال و دَولت اور سب آسائشیں یہیں رہ جائیں گی، جب کہ ربّ تعالیٰ کو راضی کرلیا تو اُس کی بارگاہ سے ملنے والا اجر و ثواب دائمی زندگی میں کام آئے گا۔ ارشادِ ربّانی ہے: مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ۔ یعنی "جو کچھ تمہارے پاس دُنیا کا سامان ہے یہ سب ختم ہو جائے گا اور اللہ کے پاس رحمت اور اُخروی ثواب کا جو خزانہ ہے وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔" [النحل 16:96]

اُخروی ثواب کے طلب گاروں کے لیے ماہِ رمضان المبارک موسمِ بہار ہے، جس میں ربِّ کریم کی رحمت جوبَن پر ہوتی ہے، معمولی کوشش پر بڑی رِضا نصیب ہوتی ہے اور نیکیوں کے اجر و ثواب میں کئی گنا اضافہ کر دیا جاتا ہے، بلکہ شیاطین کو بھی قید کر دیا جاتا ہے؛ تاکہ اعمالِ خیر کی کوشش کرنے والوں کے لیے کوئی رکاوٹ نہ رہے۔

شاعرِ نظامیہ مولانا محمد ثاقب افضل رضوی نے مجلسِ علماءِ نظامیہ کی فرمائش پر خوب کہا:

رَحمتیں بانٹنے عالَم میں ہے آیا رَمَضان — ہر سُو نیکی کی بہاریں بھی ہے لایا رَمَضان
اپنے محبوب کی اُمّت پہ عنایت کے لیے — رب نے بخشش کا مہینہ ہے بنایا رَمَضان
ہو دُرود اُن پہ، سلام اُن پہ، ہے صدقہ جن کا — ہم گنہ گاروں نے ہر سال ہے پایا رَمَضان
لذّتیں سحری میں، ہیں فرحتیں اِفطاری میں — راحتیں شب میں تراویح کی لایا رَمَضان
روزے، خیرات، نمازیں، شبِ قدر، استغفار — اہلِ ایماں کے دل و جاں میں سمایا رَمَضان
اِعتکاف اور دُعائیں، وہ مساجد میں بہار — خوب طاعت کی مہک سے ہے بَسایا رَمَضان
رُوحِ انساں کی غذاؤں میں اضافے کے لیے — کثرتِ ذکر و تلاوت سے سجایا رَمَضان
ہیں کُھلے سب درِ جنت، ہے مُقفّل دوزخ — خیر کی بَن کے گھٹا ہم پہ ہے چھایا رَمَضان
سب شیاطین ہیں پابندِ سلاسل اِس میں — شر کی قوّت سے یوں رب نے ہے بچایا رَمَضان
حمد بے حد ہے خدائے دوجہاں کی ثاقبؔ — اپنی رحمت سے ہمیں جس نے دِکھایا رَمَضان

ماہِ مبارک میں خوب سعادتیں سمیٹنے کے لیے ہمیں چند باتیں پیشِ نظر رکھنی چاہییں:

⟸ اپنے گزشتہ گناہوں پر شرمندہ ہو کر سچی توبہ کریں؛ کہ رمضان کے ہر لمحے میں بے شمار لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

⟸ فرائض کی پابندی نصیب ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اُن کا ذوق و شوق مزید بڑھائیں، لیکن اگر خدانخواستہ پابندی نہیں تو پختہ نیت و بھرپور کوشش کریں کہ آئندہ کوئی فرض نہیں چھوٹے گا۔

⟸ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کے لیے دُنیاوی مصروفیات کو کم کریں، بلکہ تمام غیر ضروری مشاغل کو چھوڑ دیں۔ ایسا نہ ہو کہ رمضان میں ہمارا طرزِ زندگی وہی پرانا رہے اور فقط کھانے پینے کا وقت تبدیل ہو جائے!

⟸ قرآنِ مجید ظاہری و باطنی بیماریوں سے شفا کا ذریعہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ صحیح تلفّظ کے ساتھ تلاوت کریں، پوری توجّہ اور اعلیٰ ذوق کے ساتھ اُسے سنیں، نیز قرآنِ مجید کو سمجھ کر اُس کے احکام پر عمل کی کوشش کریں۔

⟸ کسی بھی وقت میں گناہ کا ارتکاب کرنا بہت بڑی نالائقی ہے، تاہم رحمت و برکت والے اوقات میں گناہ کرنا اور زیادہ بُرا ہے؛ کیونکہ اِس میں قابلِ احترام وقت کی بے ادبی بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ رمضان المبارک میں تمام گناہوں سے مکمل اجتناب کریں؛ تاکہ اِس کی برکت سے سال بھر گناہوں سے بچتے رہیں۔

⟸ جن حضرات پر زکوٰۃ فرض ہے وہ خوش دلی سے شرعی طریقے کے مطابق زکوٰۃ ادا کریں، نیز اپنی اپنی استطاعت کے مطابق خیر کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ مال پیش کریں۔ زکوٰۃ سے متعلق پانچ باتیں بنیادی ہیں:

1) وہ سمجھ دار بالغ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے / 612.36 گرام چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا سامانِ تجارت وغیرہ کا مکمل طور پر مالک ہو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

حکومتِ پاکستان نے 2025ء / 1446ھ کے لیے زکوٰۃ کا نصاب 179,689 (تقریباً ایک لاکھ اسّی ہزار) روپے مقرر کیا ہے۔

2) شریعت نے فقط بڑھنے والے اموال کی زکوٰۃ فرض فرمائی ہے، جیسا کہ نقدی، سونا چاندی اور سامانِ تجارت۔

3) جس تاریخ کو کوئی شخص نصاب کا مالک بنے، ایک سال بعد چاند کے حساب سے اُسی تاریخ کو اگر وہ نصاب کا مالک ہے تو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اور اب ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔

4) ہر قسم کے مال سے 1 / 40، یعنی 2.5٪ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ مثلاً ایک لاکھ روپے کی زکوٰۃ اڑھائی ہزار روپے ہے۔

5) وہ صحیح العقیدہ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ 612.36 گرام چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا سامان کا مالک نہ ہو اُسے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ پیشہ وَر بھکاری عموماً مالکِ نصاب ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو مالِ زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ نیز بنو ہاشم اور اپنے اُصول و فروع (باپ، دادا اور اولاد وغیرہ) کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

اللہ تعالیٰ امام الانبیاء ﷺ کے صدقے میں ہمیں ماہِ رمضان کی قدر کرتے ہوئے اِس کی برکتیں زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے اور اِس ماہِ پُرنور کو ہماری زندگی میں مثبت تبدیلی کا ذریعہ بنائے!

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب وآلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید ونصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے اور امریکہ واسرائیل کے مذموم عزائم کو خاک میں ملائے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!